© rasailojaraid.com

سندھ کے سہروردی مشائخ ۳

میمن عبدالمجید سندھی۔ لیکچرار اسلامیہ کالج سکھر

مخدوم بلالؒ آپ بہت بڑے محب وطن بزرگ تھے۔ صاحب زہد و تقویٰ ہونے کے علاوہ بہت بڑے عالم اور فاضل بھی تھے۔ سہروردی سلسلہ کے شاخ کبرویہ سہروردیہ سے آپ وابستہ تھے، جس کے بانی سہروردی سلسلہ کے بانی شیخ ابونجیب عبدالقاہر سہروردی کے بڑے خلیفہ عمار یاسر کے مرید شیخ نجم الدین کبریا ہیں۔ نسبتاً آپ سمہ تھے، جو سندھ کا حکمران خاندان ہو لے ہے آخری سمہ حکمران جام فیروز کے زمانے میں ۹۲۶ھ میں شاہ بیگ ارغون نے سندھ پر حملہ کیا۔ ٹھٹھہ فتح کرنے کے بعد وہ سیوھن میں آگیا۔ اس موقعہ پر مخدوم بلال نے سندھ کے محب وطن سرداروں کو شاہ بیگ کے خلاف ابھارا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تلٹی کے میدان میں ایک زبردست لڑائی ہوئی، جس میں بہت سے سندھی سردار مارے گئے اور شاہ بیگ کی فتح ہوئی۔ اس کے بعد شاہ بیگ نے مخدوم صاحب کو ۹۲۷ھ میں شہید کرادیا۔

مخدوم صاحب کو حضرت قلندر شہباز سیوہانی سے بڑی عقیدت تھی اور آپ اکثر زیارت کے لئے سیوھن تشریف لے جایا کرتے تھے۔ آپ زہد اور عبادت میں بہت مشہور تھے۔ تحفۃ الکرام میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ آپ رات کو پانی سے بھرے ہوئے ایک بڑے برتن میں بیٹھ کر عبادت کرتے تھے۔ جب آپ نکلتے تھے تو پانی گول پھرنے لگتا تھا۔ پانی کو جب تک دریا میں نہیں ڈالا جاتا تھا تب تک اس کی یہی کیفیت رہتی تھی۔ آپ فارسی کے شاعر بھی تھے میر علی شیر قانع نے آپ کی ایک رباعی مقالات الشعرا میں نقل کی ہے۔ وہ رباعی یہ ہے۔

در راہِ خدا زسر قدم باید ساخت — سرمایۂ اختیار خودی باید باخت
کفر است بخود نمائی برون بجہاں — از خویش برون شد و سویش باید تاخت[1]

[1] مقالات الشعراء ص ۹۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سید حیدر سنائی

مخدوم بلال کے فیض سے جو حضرات مستفیض ہوئے، ان میں سے سید حیدر سنائی اور مخدوم ساہڑ لنجار قابل ذکر ہیں۔ سید حیدر سن کے رہنے والے تھے اور متعلوی خاندان کے قبیلہ "میرپوتہ" میں سے تھے۔ عظیم شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی بھی متعلوی خاندان میں سے ہیں۔ سید حیدر، مخدوم بلال کی تربیت سے بہت بڑے مرتبے کو پہنچے۔ ٹلٹی کے میدان میں جو سندھی سردار شاہ بیگ ارغون سے لڑے، ان کے مددگار تھے۔ شاہ بیگ نے سندھ فتح کرنے کے بعد آپ کو سن میں نظر بند رکھا۔ اور یہ نظر بندی آپ کی وفات تک قائم رہی آپ نے ۹۲۷ھ میں وفات پائی[1]۔ سندھ کے مشہور سیاستداں سید غلام مرتضٰے شاہ (جی۔ ایم۔ سید) آپ کی اولاد میں سے ہے۔

مخدوم ساہڑ لنجار

آپ انڑپور کے رہنے والے تھے، جو سمہ حکمران جام انڑ نے آباد کیا تھا۔ آپ مخدوم بلال کے مرید اور خلیفہ تھے۔ مٹیاری کے سید آپ کے مرید تھے، جن میں سے سید رکن الدین کا نام قابل ذکر ہے۔ سید رکن الدین بہت بڑے عالم، فاضل اور متقی تھے اور متعلوی سادات کی شاخ "جرار پوتہ" میں سے تھے۔ تحفۃ الکرام کی روایت ہے کہ مخدوم ساہڑ کی مجلس قال اللہ اور قال رسول اللہ کے آواز سے ہر وقت مزین رہتی تھی اور اس میں دنیوی گفتگو کبھی نہیں ہوتی تھی۔ جس پر بھی آپ توجہ کرتے تھے وہ ولایت کے درجہ کو پہنچ جاتا تھا[2]۔ صاحب تحفۃ الکرام نے آپ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے۔

> "میں نے اپنے پیر سے سنا ہے کہ جس میں یہ تین خصوصیتیں دیکھو، اس سے ضرور فائدہ حاصل کرو۔ پہلی یہ کہ اس کے سامنے بیٹھو تو خدا یاد آ جائے۔ دوسری یہ کہ جب وہ گفتگو کرے تو اس کی بات دل پر اثر کرے۔ تیسری یہ کہ اس کی شخصیت میں اتنی کشش ہو کہ تمہارا دل اس کی صحبت چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہو[3]۔"

مخدوم صاحب کی وفات کی صحیح تاریخ معلوم نہیں ہے۔ لیکن اتنا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے دسویں صدی ہجری کی دوسری چوتھائی میں وفات پائی۔ آپ کا مقبرہ انڑپور اسٹیشن کے نزدیک ایک ٹکری پر ہے۔

---

[1] تاریخ معصومی ص ۱۹۹ تحفۃ الکرام ج ۳ ص ۲۲۱ [2] اور [3] تحفۃ الکرام ج ۳ ص ۱۵۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مخدوم نوح ھالائیؒ

آپ بہت بڑے بزرگ تھے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کا سلسلۂ نسب ۲۰ واسطوں سے حضرت صدیق اکبرؓ سے جاکر ملتا ہے لیکن ایک روایت ۳۱ سلسلے بتاتی ہے۔ زیادہ صحیح ۳۱ ہی ہے۔ سہروردی سلسلے کے بانی حضرت شیخ ابو نجیب عبدالقاہر سہروردی آپ کے بڑے دادا تھے۔ آپ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی مخدوم نعمت اللہ تھا۔

حضرت مخدوم نوح کی ولادت ۲۷ رمضان ۹۱۱ھ مطابق ۱۵۰۰ء میں ہوئی۔ آپ کا پہلا نام لطف اللہ تھا لیکن بعد میں آپ نوح کے نام سے مشہور ہوگئے۔ جس کے متعلق مختلف روایتیں ہیں۔ جب آپ کی عمر سات سال کی ہوئی تو اپنے ہاں کے مشہور عالم مخدوم عربی[1] دھیانو کے ہاں پڑھنے کے لئے گئے۔ قرآن حکیم کے ۲۵ پارے حفظ کئے اور بعض روایتوں کے مطابق فقہ کے کچھ کتب بھی پڑھیں ظاہری تعلیم اتنی ہونے کے باوجود قرآن حکیم کی جب تفسیر کرتے تھے تو بڑے بڑے عالم حیران رہ جاتے تھے۔ آپ کا لکھا ہوا قرآن حکیم کا فارسی ترجمہ اور تفسیر آپ کے سجادہ نشین مخدوم محمد زماں طالب المولیٰ کے پاس موجود ہے جو آپ کے ایک مرید حضرت بہاؤالدین گوڈریہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ تحفتہ الکرام کے مطابق آپ کو جو کچھ ملتا تھا وہ ۱۴ سال کی عمر میں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یہاں سے حضرت علی علیہ السلام کے ذریعہ ملا۔ اسی بناپر صاحب تحفتہ الکرام نے آپ کو اویسی بتایا ہے۔ اور لکھا ہے کہ مخدوم نوح پر سہروردی سلسلہ ختم ہوا۔[2] سراج العارفین میں ہے۔ حضرت مخدوم صاحب نے سندھ کو اپنے فیض سے مستفیض فرماکر ۲۷ ذی القعدہ ۹۹۸ھ مطابق ۱۵۸۶ء میں وفات پائی۔[3] آپ کا مقبرہ ھالا میں ہے۔ جو آپ کے پوتوں میں سے مخدوم زماں نے ۱۲۰۵ھ میں تعمیر کرایا۔

---

[1] مخدوم عربی دھیانو عشرت شاھڈنہ بہت بڑے عالم اور فاضل تھے۔ آپ کے خاندان کو "سوئی کنوٗ" والے بزرگ بھی کہا جاتا تھا آپ کے بھائی پیر آسات ایک مجذوب مفکر تھے اور میراں محمد جونپوری کے مرید تھے۔ پیر آسات کا مزار مکلی پر ہے۔ شاہ عبداللطیف کی والدہ مخدوم عربی کے خاندان میں سے تھیں۔ مخدوم عربی بڑے عالم و فاضل ہونے کے علاوہ بڑے عابد اور زاھد بھی تھے۔ تحفتہ الکرام میں آپ کے متعلق ایک روایت ہے کہ آپ نے ایک جگہ بیٹھ کر قرآن حکیم کے ۱۴ ختم پڑھے۔ آپ کی وفات ۹۹۸ھ میں ہوئی اور ھالا میں مدفون ہوئے۔

[2] اور [3] تحفتہ الکرام ج ۳ ص ۱۵۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت مخدوم صاحب سندھی زبان کے شاعر بھی تھے۔ آپ کے کچھ ابیات آپ کے ملفوظات میں ملتے ہیں۔ آپ کے مریدوں میں بعض بہت بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ شاہ عبدالکریم بلڑی والا، جو شاہ عبداللطیف کے پردادا تھے، آپ کے مرید تھے۔ شاہ کریم سندھی زبان کے بلند پایہ شاعر ہیں۔ آپ کی وفات ۱۰۳۲ھ میں ہوئی۔ آپ کے ملفوظات "بیان العارفین" کے نام سے موجود ہیں جن میں آپ کے سندھی ابیات بھی ہیں۔ بہاؤالدین گوڈ بو بھی آپ کے مرید تھے، جو بہت بڑے عالم اور فاضل تھے۔ آپ کو لکھنے کا حد سے زیادہ شوق تھا۔ یہاں تک کہ کھانا کھاتے وقت بھی لکھتے رہتے تھے۔ آپ کے پاس ایک عالیشان لائبریری تھی جس کو مغل گورنر شریف الملک یک چشم نے جلا دیا۔ کیونکہ شہزادہ شاہجہان جب اپنے والد سے ناراض ہو کر سندھ میں آیا تو حضرت گوڈ بو نے اس کی مہمانی کی تھی اور یہ بات شریف الملک کو بری لگی۔ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن حکیم کا فارسی ترجمہ اور تفسیر موجود ہے جو آپ نے مخدوم نوح کے دوسرے مرید ابو بکر لکیاری کے لئے لکھا تھا۔ یہ ترجمہ اور تفسیر حضرت نوحؒ کا لکھایا ہوا ہے۔ آپ کی وفات کی تاریخ معلوم نہ ہو سکی غالباً گیارہویں صدی کے آخر میں وفات پائی۔

ٹھٹھہ کے بہت بڑے عالم سید علی ثانی شیرازی بھی آپ کے مرید تھے۔ جو بڑے اثر و رسوخ والے تھے۔ آپ کے سینکڑوں مرید تھے۔ سماع کے شوقین تھے اور سندھی اور فارسی کے بلند پایہ شاعر تھے۔ ۹۸۱ھ میں وفات پائی۔ اس کے علاوہ مخدوم نوح کے مریدوں میں سے نیرون کوٹ (حیدرآباد) کے یادو فقیر، ابوبکر لکیاری، ہالا کے قاسم جولاہا، بوبک کے درویش قطب اور "نوہو بہار" قابل ذکر ہیں۔

ایک دفعہ کسی نے حضرت مخدوم نوحؒ سے عرض کیا کہ درویش رکن الدین ابن دتیہ کو جو اپنے کشف و کرامات میں غیر معمولی شہرت رکھتے ہیں، فرماتے ہیں کہ ہر ذی روح کے روئے زمین پر ہے۔ اگر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ سب مر جائیں، تو مجھے امید ہے کہ یہ دعا قبول ہوگی اور سب مر جائیں گے۔ شیخ برکیہ کا نیاو نے جو اس مجلس میں حاضر تھے، عرض کیا کہ اگر میں کہوں کہ خدا سب کو زندہ کر دے تو مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ سب کو زندہ کر دے گا۔ آپ نے یہ سنکر فرمایا کہ تمہیں چاہئے کہ اسلامی تعلیمات سے مردہ دلوں کو زندہ کرو اور کوئی ایسی بات جس کی شریعت اجازت نہیں دیتی، زبان پر نہ لاؤ۔ کہ اس دنیا میں سارے عالم کا بیک وقت مرنا اور جینا محالات میں سے ہے۔

(از تذکرہ صوفیائے سندھ)

© rasailojaraid.com